فقہ الحدیث

پروفیسر ساجد میر ایم اے

آدابِ قضائے حاجت (۲)

۹۔ قبلہ رُخ ہو کر بیٹھنے سے پرہیز

ابوہریرہ سے مروی ہے[۱] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ لِحَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا

جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے (استقبال) نہ پیٹھ (استدبار)

اس کے برعکس ابن عمر روایت کرتے ہیں[۲] کہ انہوں نے دور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حفصہ کے گھر میں قضائے حاجت کے لیے کعبہ کی طرف پشت کیے ہوئے تھے۔

رَقِيتُ يَوْمًا بَيْتَ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ.

بعض ائمہ و محدثین نے ان دو روایات میں جمع و تطبیق کی کوشش کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ کھلے میدان اور صحرا میں تو قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا منع ہے مگر گھروں میں یا اس صورت میں کہ قبلہ اور قضائے حاجت کرنے والے کے درمیان کوئی آڑ ہو، منع نہیں۔ خود ابن عمر بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے[۳] ایک مرتبہ سفر کے دوران انہوں نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس کی آڑ میں قبلہ رخ بیٹھ کر پیشاب کیا۔ ایک شخص مروانِ اصغر نے پوچھا کیا قبلہ رو بیٹھ کر پیشاب کرنا منع نہیں۔ اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا:۔

إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ هٰذَا فِي الْفَضَاءِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ ——— اس چیز سے جو منع کیا گیا ہے وہ کھلی فضا میں ہے لیکن اگر

۱۔ صحیح مسلم ۲۔ متفق علیہ ۳۔ ابوداؤد

تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی (آڑ) ہو تو کوئی حرج نہیں۔

امام مالکؒ، شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے[1] اگرچہ بعض دیگر علماء نے اس مسلک کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ابن حزمؒ کہتے ہیں :۔

"ابن عمرؓ کا یہ مشاہدہ استقبال و استدبار قبلہ کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہو گا۔ اور اگر بعد کا بھی ہو تو اس سے جو مسئلہ وہ سمجھے ہیں اس کی حیثیت محض ان کے اپنے فہم یا ایک ظن اور گمان کی ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحرا اور مکان میں یہ فرق نہیں بتلایا۔ شرعی معاملات کے فیصلے گمان یا درشک کی بنا پر نہیں ہوتے۔

لَا يَنْدَفِعُ بِالشَّكِّ مَا ثَبَتَ بِالدَّلِيلِ الشَّرْعِيِّ [2]

ابن حزم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ محض گمان ہے :۔

اَلْقَوْلُ بِذٰلِكَ ظَنٌّ وَالظَّنُّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ [3]

اصول یہ ہے کہ :۔

اِنَّ الْاَحْكَامَ الْعَامَّةَ لَا بُدَّ مِنْ بَيَانِهَا [4]

جو احکام ساری امت کے لیے عام ہوں وہ وضاحتاً بیان ہونے چاہییں۔ ان کا دار و مدار بعض مخصوص اشخاص کے فہم یا مشاہدہ پر نہیں ہوتا۔ لا يكون هذا الفهم حجة [5]

نیز فِعْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَارِضُ الْقَوْلَ الْخَاصَّ بِالْاُمَّةِ

ایک طرف امت کے لیے ایک فرمان ہو اور دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہو تو ان میں سے قول اور فرمان ہمارے لیے حجت اور قابل اتباع ہو گا اور آپ کے فعل کی کوئی خاص وجہ ہو گی۔ علاوہ ازیں احکام و مسائل کے باب میں مثبت للشرع روایت (جس سے کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا ہو۔) کو اباحت و جواز کی ہم پلہ روایت پر ترجیح دی جاتی ہے [6]

ابن عمرؓ اور شافعیؒ وغیرہ کے اس مسلک پر بظاہر زوردار اعتراضات کے پہلو بہ پہلو ایک روایت[8] حضرت جابرؓ سے یہ بھی ہے کہ :۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهٗ

---

[1] نیل ۱: ۹۱، ۹۰ [2] بدایہ: ۸۸ [3] محلی ۱: ۱۹۴ [4] نیل ۱: ۹۵ [5] ایضاً، ۹۰ [6] الروضۃ الندیہ: ۱۸ [7] بدایہ ۸۸، ۸۷ [8] ابو داؤد، ترمذی

قَبْلَ اَنْ یُّقْبَضَ بِعَامٍ یَسْتَقْبِلُہَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے وقت قبلہ رو ہونے سے منع کیا کرتے تھے مگر ان کی وفات سے ایک سال قبل میں نے انہیں پیشاب کے لیے قبلہ رو بیٹھے دیکھا۔

ابن حزم[1] اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں مگر امام بخاری اور بہت سے ائمہ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے[2]۔ اس روایت میں گھر اور میدان کے فرق کا ذکر بھی نہیں ہے جیسے مندرجہ بالا اقوال میں شک و ظن قرار دیا گیا ہے۔ اور جہاں تک ان اصولوں کا تعلق ہے کہ عمومی احکام صراحتاً بیان ہونے چاہییں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ان کے کسی خاص وجہ یا عذر کی بناء پر ہونے والے فعل پر ترجیح دی جائے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابن عمر اور جابرؓ کا مشاہدہ اور اس کا صحیح اسناد سے ہم تک پہنچنا بھی تصرفات الٰہی سے ہے اور حکمت سے خالی نہیں۔

قولی حدیث اگرچہ قابل ترجیح ہے مگر فعلی حدیث بھی بالکل نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔

اِعْمَالُ الْاَدِلَّۃِ کُلِّہَا اَوْلٰی مِنْ اِہْمَالِ بَعْضِہَا

مختلف صحیح دلائل میں سے بعض کے ترک سے بہتر ہے کہ سب کو اختیار کرنے کی راہ نکالی جائے۔

ان دلائل کے پیش نظر معتدل نقطۂ نظر یہ ہے کہ استقبال و استدبار قبلہ سے نہی کو نہی تنزیہی قرار دیا جائے وَ ہٰذَا النَّہْیُ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْکَرَاہَۃِ[3] یعنی قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ تو ہے مگر حرام نہیں اور قبلہ کی طرف آڑ موجود ہو تو اس کی شدتِ کراہت میں ایک طرح سے کمی واقع ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے پرہیز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بیٹھ کر پیشاب کرنا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ کہتی ہیں[5]۔

• مَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ۔ مَا کَانَ یَبُوْلُ اِلَّا جَالِسًا

جو شخص بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ وہ درست نہیں کہتا۔ آپ تو بس بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔

مگر یہاں بھی محققین نے قرار دیا ہے کہ:

---

[1] محلی ۱: ۱۹۵ [2] نیل ۱: ۹۵ [3] مرعاۃ ۱: ۲۴۱ [4] فقہ السنہ ۱: ۵۶ [5] ترمذی

كَلَامُ عَائِشَةَ مَبْنِيٌّ عَلٰى مَا عَلِمَتْ[1]

عائشہ کا یہ قول ان کے علم و مشاہدہ پر مبنی ہے۔ جیسا گھر میں انہوں نے دیکھا بیان کر دیا۔ جب کہ حضرت حذیفہ کا بیان ہے[2]

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْتَهٰى اِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

نواب صدیق حسنؒ لکھتے ہیں۔[3]

رَوَى الْحَاكِمُ اَنَّ بَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِمَرَضٍ لٰكِنْ ضَعَّفَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ[4]

حاکم نے روایت کی ہے کہ آپ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ایک عذر اور مرض (گھٹنے کی تکلیف) کی وجہ سے تھا مگر دارقطنی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اور ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے

وَالصَّحِيْحُ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ تَنَزُّهًا وَبُعْدًا مِنْ اِصَابَةِ الْبَوْلِ

درست یہ ہے کہ آپ نے کوڑے کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا کہ بیٹھنے کی صورت میں چھینٹے اڑ کر جسم پر پڑنے کا امکان زیادہ تھا۔

ادھر علیؓ و عمرؓ جیسے صحابہ سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے[5]

وَهُوَ دَالٌّ عَلَى الْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ اِذَا اَمِنَ الرَّشَاشَ

گویا اس مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پیشاب کے بارے میں اصل چیز چھینٹوں سے بچنا ہے۔ اگر کھڑے ہونے کی صورت میں چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔ گو عموماً اسے عادت بنانے سے گریز کرنا چاہیے کہ طبی طور پر بھی یہ عادت اچھی نہیں۔

۱۱۔ ازالہ نجاست

حاجت سے فارغ ہونے کے بعد نجاست والی جگہ کو ڈھیلے پتھر وغیرہ کسی پاک جامد چیز سے یا پانی

---

[1] فقہ السنہ ۱: ۵۹ [2] ابو داؤد، ترمذی [3] الروضہ ۱: ۱۹ [4] بحوالہ نیل ۱: ۱۰۲ [5] نیل ۱: ۱۰۲، ۱۰۳

سے صاف کرنا چاہیے۔ عائشہؓ سے مروی ہے [1]

اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ فَلْيَسْتَطِبْ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ ــــــــ قضائے حاجت کے بعد تین ڈھیلوں سے استنجا کرنا کافی ہے۔

امام شافعیؒ اور احمدؒ نے تین ڈھیلوں یا تین "مسحات" (تین دفعہ صاف کرنا) میں سے کسی ایک کو اختیار کیا ہے [2] یعنی خواہ تین الگ ڈھیلوں سے صفائی ہو خواہ زیادہ کونوں والے ایک ہی بڑے پتھر سے تین مرتبہ صفائی کی جائے۔ پیشاب گاہ اور مقعد کی صفائی کے لیے الگ الگ تین تین یعنی کل چھ ڈھیلے یا مسحات ان کے نزدیک افضل ہیں۔ ہڈی اور لید سے استنجا منع ہے۔

نَهَى اَنْ يُّسْتَنْجٰى بِرَوْثٍ اَوْ بِعَظْمٍ [3]

اہل قبا کی صفائی وستھرائی کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو تعریف فرمائی ہے [4] وہ ایک تو ان کی باطنی صفائی ہے اور دوسرے کَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ [5] وہ پانی سے استنجا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:- [6]

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِيْ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو جاتے تو پانی کا برتن اور (ڈھیلے کھودنے کے لیے) نیزہ ان کے ساتھ لے جایا جاتا۔ پس آپ پانی سے استنجا کرتے۔

ڈھیلوں اور پانی دونوں کا استعمال زیادہ صفائی کا ضامن ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو (خصوصاً پاخانہ دھونے کے لیے) پانی بہتر ہے جیسا کہ نواب صاحبؒ فرماتے ہیں [7]

لَا شَكَّ اَنَّ الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ مِنْ دُوْنِ مَاءٍ لِاَنَّهٗ اَقْطَعُ لِلنَّجَاسَةِ

۱۲۔ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا

دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا مشروع ہے۔ اس لیے نظافت کے تقاضوں کے

---

[1] ابوداؤد [2] نیل: ۹۲ [3] دارقطنی ولہ شواھد فی الصحیحین وغیرھما [4] فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا - التوبۃ [5] ترمذی [6] متفق علیہ [7] روضہ: ۲۱

پیش نظر اس سے استنجا کرنا منع ہے۔ سلمان کہتے ہیں[1]

نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ يَسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ وَاَنْ يَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونے، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے، تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے اور گندگی (لید وغیرہ) اور ہڈی سے طہارت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۳۔ فراغت کے بعد ہاتھ صاف کرنا

استنجا کے بعد مٹی، صابن وغیرہ سے مل کر ہاتھ دھونے چاہییں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں[2]

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ اَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِيْ تَوْرٍ اَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجٰى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو جاتے تو میں "تانبہ (دھات) یا چمڑے (وغیرہ) کے برتن میں ان کے لیے پانی لاتا۔ آپ استنجا کرتے اور پھر اپنے ہاتھ زمین پر رگڑ کر صاف کرتے

۱۴۔ کپڑے پر پانی کے چھینٹے

پیشاب وغیرہ کے بعد پیشاب گاہ کو ڈھیلے وغیرہ یا پانی سے خوب صاف کرنا چاہیے۔ لیکن پھر بھی اگر قطرات نکل کر کپڑوں یا جسم کو لگنے کا شبہ رہ جائے تو دل سے یہ شبہ اور وسوسہ دور کرنے کے لیے شریعت نے یہ آسانی دی ہے کہ کپڑے پر باہر سے پیشاب گاہ پر پانی کے چھینٹے دے لیے جائیں تاکہ بعد میں نکلنے والے قطرات جذب ہو سکیں۔ حکم بن سفیان کہتے ہیں[3]

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهٗ

میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کے بعد (کپڑے پر سے) پیشاب گاہ پر چھینٹے مارے

قضائے حاجت کے مندرجہ بالا آداب کی رعایت مسلمان کی عام زندگی اور اس کی عبادت میں صفائی، طہارت، پاکیزگی، پردہ اور شرم و حیا کی ضامن ہے۔

---

[1] صحیح مسلم [2] ابوداؤد [3] بحوالہ فقہ السنہ ۱؍۲۱